جامع فقهی مجلس

کے قیام ،طریق کار اور ہیئت کیلئے تجاویز

مولانا مفتی نظام الدین شامزئی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم فاسئلوا أهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (الآیۃ)

گرامی قدر صدر مجلس، جامعہ المرکز الاسلامی کے منتظمین اور دیگر معزز اکابر علماء کرام

سب سے پہلے تو یہ عرض کرتا ہوں کہ اس قسم کی کانفرنس کا انعقاد یقیناً جامعہ المرکز الاسلامی کے منتظمین اور بنوں کے علماء کرام کا ایک کارنامہ ہے۔ پاکستان بھر سے بڑے بڑے علماء کرام اور علاقے کے اکثر علماء کرام یہاں موجود ہیں اور علماء کرام کے متعلق جیسا کہ مشہور ہے کہ وہ کسی بات پر بھی اتفاق نہیں کرتے اور کسی مجلس میں اس طرح جمع بھی نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ علماء کرام کو کسی مجلس میں جمع کرنا (توہین مقصود نہیں) بے ادبی کی پہلی معافی چاہتا ہوں کہ علماء کرام کو جمع کرنا ایسا ہے کہ جیسے مینڈکوں کو تولنا۔ ظاہر ہے کہ ترازو کے ایک پلڑے میں جب آپ انہیں جمع کریں گے اور تولنے کیلئے ترازو اٹھائیں گے تو جب تک آپ ترازو اٹھائیں گے۔ اتنی دیر تک وہاں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس مجلس میں ملک بھر کے علماء کرام اور علاقے کے بزرگ اور معزز علماء موجود ہیں جو یقیناً منتظمین کے اخلاص کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر عطا فرمائیں۔

دوسری بات آپ کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے اس دور کا المیہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کا وہ طبقہ جس طبقے میں قوت عمل موجود ہے وہ طبقہ علماء سے کٹ چکا ہے۔ اور علماء کرام اس طبقے سے کٹ چکے ہیں۔ میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ موجودہ عصر میں اس زمانے میں عام طور پر علماء کرام نے اس پر اکتفاء کیا کہ دینی مدارس میں درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا جائے اس سے آگے بڑھ کر اگر کچھ کیا تو امامت اور خطابت۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ ہماری خدمت کا یہ محدود دائرے ہیں دینی مدارس میں آپ پڑھاتے ہیں۔ چترال اور گلگت سے لے کر کراچی کے ساحل تک دینی مدارس کے طلبہ کا شمار کیا جائے تو آپ کے ساتھ ایک لاکھ طالب علم آئیں گے اور اگر آپ کے پاس آبادی کے تناسب سے ایک فیصد بھی طلبہ ہوتے تو ان کی تعداد بارہ لاکھ ہونی چاہئے تھی۔ لیکن کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہم اس تعداد پر اکتفاء کئے ہوئے ہیں اور اپنے خدمت کا دائرہ کار ہم نے اس حد تک محدود کر رکھا ہے۔

ہماری خدمت کا دوسرا دائرہ مساجد ہیں لیکن آپ مجھے معاف فرمائیں کہ مساجد میں آپ کے پاس یا تو وہ بچے آتے ہیں جو کچھ سمجھنے کے قابل نہیں ہوتے اور جب کچھ سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو پھر وہ موجودہ دور کے قتل گاہوں میں منتقل ہو جاتے ہیں اور یا آپ کے پاس وہ بوڑھے آتے ہیں جو قوت عمل سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں اور ہماری ساری صلاحیتیں ان بچوں پر اور ان بوڑھوں پر صَرف ہو جاتی ہیں۔ اور امت کا وہ طبقہ جس میں قوت عمل موجود ہے وہ ہم سے کٹا ہوا ہے اور ہم اس طبقے سے کٹے ہوئے ہیں اور کبھی یہ خواہش اور ولولہ پیدا نہیں ہوا کہ اس طبقے سے ہمارا رابطہ کس طریقے سے قائم ہو۔ یہ سوچنے کی بات ہے اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں اسلامی انقلاب آئے یا کم از کم اس ملک میں جس ملک میں آپ رہتے ہیں ہم رہتے ہیں اس میں کچھ اسلام کا غلبہ ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اس طبقہ سے ہمارا تعلق قائم ہو جائے ہم اس طبقے کو متاثر کر سکیں جس طبقہ میں اٹھنے کی طاقت ہے اور قوت عمل موجود ہے اور اس کیلئے جلسے کی ضرورت نہیں، جلوس کی ضرورت نہیں، سیاسی بیان کی ضرورت نہیں وہ ایک محنت ہے اور ایک جہد مسلسل ہے جس کا تقاضا وقت ہم سے کر رہا ہے یہ تو درد دل کی ایک بات تھی جو آپ سے کہہ دی چونکہ علماء کا اجتماع ہے تو بقول امیر

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لیں　　　　پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

اسلئے یہ بات آپ کے سامنے عرض کر دی اگر چہ موضوع سے غیر متعلق ہے لیکن اس پر سوچنے کی ضرورت ہے۔

اجتہاد کا لغوی معنی **تحمل الجهد** یعنی مشقت برداشت کرنا یا **بذل الجهد** یعنی نص سے حکم شرعی معلوم کرنے کیلئے اپنی مقدور بھر طاقت کو خرچ کرنا اور محنت کرنا اور اس محنت کو اس حد تک پہنچانا کہ اس مسئلہ میں اس سے زیادہ محنت کرنا ممکن نہ ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ **استفرغ لجهوده ای بذله كله فيه و استقصا (الاجتهاد و مدى حاجتنا اليه فى هذا العصر صـ 98** ڈاکٹر محمد موسیٰ توانا)

چنانچہ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ مجتہد اس وقت تک کسی مسئلہ میں **أعلم** یا **لا أعلم** نہیں کہتا جب تک کہ اپنی پوری طاقت صَرف کر کے مسئلے کی حقیقت تک پہنچ نہ جائے اور یا پوری وسعت کرنے کے باوجود کچھ ہاتھ نہ آئے اور عاجز نہ ہو **(الامام السيوطى فى كتابه الرد على من اخلد الى الارض صـ 70 تا85)** اسی معنی کو ظاہر کرنے کیلئے علماء کرام نے اجتہاد کی تعریف میں مندرجہ ذیل الفاظ استعمال کئے ہیں **بذل الوسع ، بذل المجهود ، استفراغ الوسع، استفراغ الجهد ، استفراغ المجهود** ان سب الفاظ کا مفہوم تقریباً ایک ہے اور وہ یہ کہ مجتہد اپنی تمام اجتہادی صلاحیتوں کو صَرف کر کے حکم اور شریعت کے مقصد کو معلوم کرے اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ اجتہاد کی اصطلاحی تعریف علامہ بہاریؒ نے یہ کی ہے کہ **الاجتهاد بذل الطاقة من الفقيه فى تحصيل حكم شرعى ظنى (البهارى فى كتابه مسلم الثبوت فى شرحه فواتح الرحموت صـ 362 جلد2)** ابن ملکؒ نے ان الفاظ سے تعریف کی ہے **بذل المجهود فى استخراج الاحكام من الادلة الشرعية (ابن ملك فى كتابه شرح المنار صـ823)**

امام زرکشیؒ فرماتے ہیں کہ **الاجتهاد بذل الوسع لنيل حكم شرعى عملى بطريقة الاستنباط (البحر المحيط صـ**

281 جلد 3)

امام سبکیؒ نے ان الفاظ میں تعریف کی ہے استفراغ الوسع لتحصیل ظن بحکم (جمع الجوامع للسبکی ص 379 جلد2)

ملاخسرو الحنفیؒ مرقاۃ الوصول میں لکھتے ہیں ھو استفراغ المجھود فی استنباط الحکم الشرعی الفرعی عن دلیله (مرقاۃ الوصول ص 464 جلد2)

اصول بزدوی کی شرح کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ بذل الجھد فی استخراج الاحکام من شواھدھا الدالة علیها بالنظر المؤدی الیها (ص 1134 جلد4)

اس مقام پر چونکہ تعریف کی تحقیق مقصود نہیں ہے اسلئے ہم صرف تعریفات کے فوائد پر اکتفاء کرتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1 ...... کہ مجتہد حکم شرعی معلوم کرنے کیلئے اپنی پوری اجتہادی صلاحیت کو صرف کریں۔

2 ...... یہ کوشش (حکم شرعی تک پہنچنا) اسی آدمی کی جانب سے ہو جس میں اس کی صلاحیت موجود ہو۔ اسکی تعبیر علامہ بہاریؒ کی تعریف میں لفظ فقیہ سے کی گئی۔

3 ...... یہ کوشش حکم شرعی معلوم کرنے کیلئے ہو تو وہ اصطلاحی یا شرعی اجتہاد کہلائے گا۔

4 ...... استخراج حکم ادلہ شرعیہ سے ہو جس کی تصریح ابن ملکؒ کی تعریف میں من الادلة الشرعية کے لفظ سے کی گئی ہے۔

5 ...... وہ حکم جس کا استخراج مقصود ہے ظنی ہو کما فی تعریف البھاریؒ.

6 ...... وہ حکم جس کا استخراج مقصود ہے فرعی ہو کما فی تعریف ملا خسروؒ.

7 ...... حکم کا استخراج ایسے شواہد سے ہو جو اس پر دلالت کرتے ہو جیسے کہ کشف الاسرار کی تعریف میں اسکی صراحت ہے

8 ...... اس طرح یہ ضروری ہے کہ وہ پیش آمدہ نازلہ جس میں اجتہاد مقصود ہے وہ منصوص نہ ہو اور کوئی صریح نص کتاب وسنت سے یا اجماع سے اسی حکم کی وضاحت کیلئے موجود نہ ہو جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے کہ مسائل کی دو قسمیں ہیں (1) قطعی (2) مجتھد فیھا پس مجتھد فیھا وہی مسائل ہیں جس میں دلیل قطعی موجود نہ ہو (المسودۃ فی اصول الفقه للامام ابن تیمیه ص 469)

اجتہاد کا مفہوم بہت جامع اور وسیع ہے اور مندرجہ ذیل تمام صورتیں اس میں شامل ہیں

(1) ان احکام میں اجتہاد جن میں فقہاء پہلے غور وفکر کر چکے ہیں۔

(2) ان احکام ومسائل میں اجتہاد جو پہلے سے موجود نہ ہو بلکہ حالات وتقاضے کے مطابق اب انکی ضرورت پیش آرہی ہو۔

(3) ایسا اجتہاد جو پہلے فقہاء کی رائے کے مطابق ہو۔

(4) وہ اجتہاد کہ بنیاد میں اتفاق کے باوجود مختلف اسباب ووجوہات اور تقاضا عصری کی بناء پر رائیں مختلف ہوگئی ہوں

(5) اجتہاد انفرادی نہ ہو بلکہ شورائی کا طرز ہو کہ آپس میں ایک دوسرے کی اعانت و مدد سے کسی نتیجہ پر پہنچایا گیا ہو۔

(6) اجتہاد تو انفرادی ہو لیکن اس میں قلبی طمانینت حاصل ہوگئی ہو۔

(7) اجتہاد موقع و محل کی تعیین کیلئے ہو۔

(8) اجتہاد مختلف فقہی مذاہب واقوال میں تطبیق یا ترجیحی صورت پیدا کرنے کیلئے کیا جائے۔

(9) وہ اجتہاد جو حکم شرعی کے فوت شدہ مقصد کو واپس لانے کی غرض سے حکم کا نیا قالب تیار کرنے کیلئے ہو۔

(10) کہ حالات کی تبدیلی کی بناء پر اصل حکم میں مشقت و دشواری پیش آرہی ہے یا مضرت کا یقین ہے تو سہولت پیدا کرنے یا دفع مضرت کیلئے اجتہاد ہو۔ غرض یہ کہ اجتہاد کے وسیع دائرہ میں وہ تمام ناگزیر صورتیں اور ضرورتیں داخل ہیں جن میں احکام کے ذریعہ الٰہی حکمت یعنی جائز منافع کا حصول اور مضرت کی دفعیہ مقصود ہو اور مختلف احوال و اسباب کی بناء پر اس میں رکاوٹ پیش آرہی ہو۔

اب وہ جامع فقہی مجلس جس کے طریقہ کار اور ہیئت کے متعلق ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں سب سے پہلے یہ متعین کرنا ضروری ہے کہ اس مجلس کے اہداف و مقاصد کیا ہوں گے؟ ظاہر ہے کہ یہی کہا جائیگا کہ اس وقت امت مسلمہ کو جو مختلف معاشی اقتصادی اور سیاسی مشکلات درپیش ہیں یہ مجلس ان مشکلات کا موجودہ دور میں قابل عمل شرعی حل پیش کرے۔ یہ بات بھی ملحوظ ذہنی چاہئے کہ موجودہ دور جو مشینی یا کمپیوٹر دور کہلاتا ہے اس میں شبہ نہیں ہے کہ اس دور میں انسان کی زندگی بھی مشین ہی کی طرح اس طرز پر گزرتی ہے اس بناء پر یہ کمیٹی جو شرعی حل پیش کریں اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری یا مناسب ہوگا۔

1...... حل ایسا ہو کہ وہ موجودہ دور میں قابل عمل بھی ہو۔ ہمیں صرف قرآن و حدیث یا فقہ سے کسی مسئلے کا حکم پیش کرنے پر اکتفاء نہیں کرنی چاہئے بلکہ یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ حل موجودہ زمانہ میں قابل عمل بھی ہے کہ نہیں کیونکہ عالم اسلام کے مالیاتی، معاشی اور اقتصادی مسائل اس وقت مغربی دنیا سے متعلق ہے اور ظاہر ہے کہ وہ ہمارے مذہبی احکام اور جائز و ناجائز کے پیش نظر اپنے قوانین تجارت وغیرہ بدلتے رہتے ہیں خصوصاً جبکہ اس وقت مالیاتی منابع پر امریکہ اور یورپ کے پردے میں یہودی مسلط ہیں اور وہ حالات کو اپنے پروٹوکول کے مطابق اس نہج پر لے جانا چاہتے ہیں۔ آہستہ آہستہ غیر محسوس طریقے سے پوری دنیا یا اس کے اکثر حصہ پر ان کا حاکمانہ تسلط بھی قائم ہو جائیگا۔ ان کی نظر میں اس سلسلے میں سب سے بڑی رکاوٹ اسلام اور مسلمان ہیں جو کہ انقلاب اسلامی کی تمنا دلوں میں رکھتے ہیں اور اسلام کی حاکمیت کیلئے کوشاں ہیں تو اس حقیقت کے پیش نظر وہ اقتصادی و معاشی مسائل میں اسلامی احکام کی رعایت کیا کریں گے؟ بلکہ ان کی کوشش تو یہ ہوگی کہ ایسے طور طریقے اختیار کئے جائیں کہ اسلامی احکام نا قابل عمل نظر آئے تاکہ اس کے ذریعے سے وہ مسلمان نوجوان کو بھی اسلام سے برگشتہ کرسکیں اسلئے ہمیں اس سازش کو ناکام بنانے کیلئے اس نہج پر سوچنا ہوگا کہ ہم اگر موجودہ دور کے معاشی و اقتصادی، مالیاتی و تجارتی مسائل کا کوئی حل دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیں تو وہ قابل عمل بھی ہو تاکہ یورپ و ابناء یورپ کو یہ موقع نہ ملے کہ وہ کہے کہ یہ حکم تو اس وقت قابل عمل ہی نہیں ہے۔

2 ...... یہ کہ وہ حل ایسا ہو کہ اس پر جلدی عمل کرنا ممکن ہو وہ اس قدر سست رفتار نہ ہو کہ اپنی سست رفتاری کی وجہ سے نا قابل عمل نظر آئے کیونکہ یہ سریع الحرکت دَور ہے اور ہر آدمی منافع کے دوڑ میں مصروف ہے وہ تھوڑے سے وقت میں زیادہ منافع حاصل کرنا چاہتا ہے اس فارمولے کے مطابق اگر نا جائز طریقہ اور ذریعہ سریع الحرکت ہو تو وہ اس کو اختیار کرے گا۔

3 ...... وہ حل اگر ممکن ہو تو یورپی اور مغربی قوانین کے مقابلے میں زیادہ محفوظ اور منافع بخش ہو تا کہ لوگ اس کی طرف راغب ہونے پر اپنے آپ کو مجبور پائے۔ ہمارا دعوی بھی تو یہی ہے کہ مختلف مشکلات زندگی کا جو حل اسلام پیش کرتا ہے وہ سب سے بہتر ہے۔لہذا اس اسلامی حل کی افادیت بھی ہمیں ثابت کرنی ہوگی اسلئے ضروری ہے کہ ہم موجودہ دور کے اقتصادی، معاشی، مالیاتی، معاشرتی اور سیاسی مشکلات واحکام سے خود واقف ہوں مثلا اس وقت موجودہ دور میں بین الاقوامی تجارت کے اصول وضوابط کیا ہیں اس میں کتنے ضوابط وقوانین اسلامی احکام کے مطابق ہیں چاہے وہ کسی ایک فقہی مسلک کے مطابق جائز ثابت ہوتے ہیں اور کون سے قواعد اسلامی احکام کے مطابق نہیں ہیں اس کے بعد پھر دوسرا مرحلہ یہ ہے ان قوانین وضوابط کے متبادل اسلامی احکام کیا ہیں جو ان سے بہتر بھی ہو اور قابل عمل بھی ہو۔لہذا بندہ کے خیال میں اگر یہ مجلس اس نہج کے مطابق کام کرے اور ارکان مجلس ایسے حضرات ہو جو مستند و متدیّن علماء ہو۔ یہاں اس کی وضاحت ضروری ہے کہ آج کل ہمارے دینی و دنیوی تعلیم کا جو معیار ہے اس سے ہم سب واقف ہیں اس لئے مجلس کے انتخاب میں صرف فاضل ہونا کافی نہیں ہے نہ کسی ادارے کا مہتمم و ذمہ دار ہونا بلکہ ضروری ہے کہ ایسے خداترس علماء کا انتخاب کیا جائے جو مندرجہ ذیل صفات کا حاملین ہو۔

(1) مستند علماء ہوں جو حدیث و آثار، مصطلح الحدیث، فقہ، اصول فقہ، تفسیر و اصول تفسیر اور دیگر علوم الھیہ میں کامل دسترس رکھتے ہو۔عرض کیا کہ اس میں سیاسی ناموری یا کسی کی اداری ذمہ داریوں کو نہ دیکھا جائے اور اس کو معیار انتخاب نہ بنایا جائے بلکہ واقعی صلاحیتوں کو دیکھا جائے۔

(2) وہ علماء ایسے ہوں کہ فقہ وافتاء، تحقیق و تدقیق یا اس موضوع پر صاحب تصنیف وتالیف ہوں یا کم از کم فقہ کی درس وتدریس اور افتاء وغیرہ سے تعلق ہو اور اس کا معتد بہ تجربہ بھی ہو۔

(3) ذاتی اوصاف وصفات کے اعتبار سے نیک صورت و سیرت ہو۔

(4) وہ علوم عصریہ اور ضروریات عصریہ اور بین الاقوامی حالات وقوانین سے بھی بقدر ضرورت واقف ہو اور اس وقت مسلمان جن مشکلات میں گرفتار ہیں اس سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

اس مجلس کیلئے بندہ کے خیال میں یہ ضروری ہے کہ یہ کم از کم تین مراحل پر مشتمل ہو۔اگر ممکن اور قابل عمل ہو تو چاروں صوبوں میں نوجوان علماء پر مشتمل چار مجلس قائم کئے جائیں اس کے بعد ایک مجلس پورے ملک کی سطح پر بزرگ اور جہاندیدہ اور مضبوط علم کے مالک علماء پر مشتمل ہو اور ان کے اجلاسوں میں صوبائی مجالس کے علماء کو بھی بلایا جائے اس طرح نئے علماء کی تربیت کا بھی ایک نظام قائم ہو جائیگا۔

تیسرا مرحلہ بین الاقوامی سطح کی مجلس کا ہے کہ اس میں مختلف ممالک کے مختلف المسالک علماء کو نمائندگی دی جائے جو مذکورہ بالا صفات کے حامل ہوں اور آزاد خیال اور تجدد پسند اور تہذیب یورپ سے مرعوب چھیلے ہوئے نجار نہ ہوں۔ ابتدائی وقت میں تو مشکل ہوگا لیکن اگر آگے چل کر حالات مناسب ہو جائیں تو ان علماء کو تحقیق و تدقیق کے مناسب مواقع اور سہولیات و آلات بھی فراہم کئے جائیں۔

اب ہم اس طرف آتے ہیں کہ یہ مجلس کس قسم کے مسائل پر کام کریں۔

1 ...... وہ مسائل جو منصوص ہیں اس میں قطع و برید نہ کیا جائے اور اگر طریقہ عمل بھی شرعاً متعین ہے تو اس میں قیل و قال کی گنجائش نہیں ہے البتہ اگر ان کا طریقہ عمل مشکل ہوگیا ہے تو قابل عمل اور جائز طریقہ عمل کے متعلق سوچا جائے۔

2 ...... وہ مسائل جن کے متعلق ائمہ مجتہدین کے ہاں فقہی احکام موجود ہوں لیکن اس وقت وہ قابل عمل نہ ہوں اور وہ اجتہادی مسائل ہی ہوں تو پھر اسکو قابل عمل بنانے کے طریقوں پر سوچنا چاہیے وہ مسائل جو پیش آمدہ ہیں اسکا حل اسطرح ڈھونڈا جائے کہ اگر مسالک اربعہ میں اسکا حل موجود ہے تو اسی کو لینا چاہیے اور نئے مستقل اجتہاد سے گریز کرنا چاہیے۔

3 ...... اگر ایسا کوئی مسئلہ پیش آجائے جسکا حل مسالک اربعہ میں موجود نہیں ہے یا ہماری کوتاہ نظری سے ہمیں معلوم نہ ہو تو پھر فقہی مجلس کے مختلف مراحل سے اسکو گزار کر اجتماعی اور شورائی اجتہاد کے طریقے پر آسان اور قابل عمل حل پیش کیا جائے۔

4 ...... ان مجالس میں علماء راسخین کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون کے عصری ماہرین کو بھی بطور مشیر و ماہر رکھا جائے تاکہ مجوث عنھا کے متعلق عصری معلومات فراہم کئے جاسکیں البتہ شرعی احکام کے استنباط و استخراج میں ان کا دخل نہ ہو وہ صرف علماء کرام کریں۔

5 ...... ان مجالس میں ہر مسئلہ بھی پیش نہ ہو بلکہ اس کیلئے مستقل کمیٹی ہو جو یہ دیکھے کہ کون کون سے مسائل ایسے ہیں جن کا ان مجالس میں زیر بحث لایا جانا مناسب ہے۔ خصوصاً فرقہ وارانہ مسائل سے اجتناب کیا جائے کہ یہ امت پہلے سے کافی زخمی اور زخموں سے چور ہے مزید اختلاف و دھڑہ بندی کا دروازہ نہ کھولا جائے۔

6 ...... زیر بحث مسئلہ متفقہ صورت میں تب عوام کے سامنے پیش کیا جائے جب ان مختلف مجالس کے 2/3 حصہ علماء اس پر متفق ہو جائیں۔

7 ...... مسئلہ مجوث عنھا پر بحث ونظر اور تحقیق و تدقیق کیلئے کافی وقت دیا جائے تاکہ اراکین مجلس اس مسئلے کے متعلق پوری تحقیق اور غور کر سکیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین